جیت

صدف آصف

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

صدف آصف

حسن

آسمان پر چھائے بادلوں کی اوٹ سے سورج سرخی مائل گولے کی مانند دہک رہا تھا۔ اس نے ٹشو سے ماتھے پر آنے والا پسینہ پونچھا۔ گاڑی ذرا آہستہ ہوئی' وہ کالج کی بڑی سی عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گیا' بے چینی سے کئی بار بڑے سے سیاہ گیٹ کی جانب دیکھا' دوسری لڑکیاں ہنستی مسکراتی باتیں کرتی ٹولیوں کی شکل میں باہر آرہی تھیں' مگر شہوار کا کوئی اتاپتا نہیں تھا۔ گاڑی کا اے سی کل ہی خراب ہوا تھا' آج ٹھیک کروانے کا ارادہ تھا' حبس اور گرمی سے اس کا برا حال ہونے لگا۔

"جب تو بس گھر جاکر لمبی تان کر سونا ہے۔ آفس سے چھٹی کا کچھ تو فائدہ ہونا چاہیے۔" عکرمہ منظور نے سوچا اور طویل انگڑائی لینا چاہی' مگر ہاتھ چھت سے جا ٹکرائے وہ ہنس دیا۔ ادھر ادھر کا جائزہ لینے کے بعد ایک بار پھر نگاہ اٹھا کر کالج کے گیٹ کی طرف دیکھا تو ایسا لگا جیسے زمین و آسمان کی گردش تھم سی گئی ہو' سماں بدل گیا۔ وہ سحر زدہ سا ہونے لگا' شہوار کے ساتھ باہر آنے والی وہ لڑکی تھی یا حسن و نزاکت کا مجسمہ۔ نکھری نکھری سوی رنگت' چہرے سے چھلکتی شادابی' بڑی بڑی بھوری آنکھیں' جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبی ہوئی ہوں' وہ ایک ٹک دیکھتا رہ گیا۔

"بھائی۔ کیا ہوا چلیں۔؟" شہوار نے کب گاڑی کا دروازہ کھولا اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ کر زور سے چٹکی بجائی اسے پتا ہی نہیں چلا۔

"وہ۔ لڑکی۔ جو ابھی تم سے باتیں کررہی تھی۔ کون ہے؟" عکرمہ نے کھوئے کھوئے انداز میں سوال کیا اور گلاسز آنکھوں پر چڑھالیے۔

"وہ۔ میری بیسٹ فرینڈ ہے' مگر آپ۔ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" شہوار نے الجھی نگاہوں سے بڑے بھائی کی جانب دیکھا۔

"واٹ۔ شی۔ از۔ امیزنگ۔" عکرمہ نے مسکرا کر تعریف کی' وہ ابھی تک سحر زدہ سا تھا' اس کا حسن اتنا مکمل اور معصوم تھا کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی نقص نہیں مل پایا۔

"ارے بھائی۔ پلیز۔ اس معاملے میں کوئی مذاق نہیں۔ چلے گا۔ ویسے بھی پشمہ آپ کے مزاج کی لڑکی نہیں۔ بہت معصوم ہے۔ لڑکوں سے سوفٹ دور بھاگتی ہے۔" شہوار نے زور زور سے انکار میں سر ہلاتے ہوئے اس پر بڑی صفائی سے چوٹ کی۔

"مذاق۔ کیا مطلب ہے؟ میں۔ مذاق۔ نہیں اس کے ساتھ شادی کرنے والا ہوں۔" وہ چہکا۔ تو شہوار بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔

"اور۔ سنو۔ یہ۔ میرے مزاج کو کیا ہوا؟" عکرمہ نے مصنوعی غصے سے کہا اور بہن کا حیرت سے کھلا ہوا منہ بند کردیا۔

"بھائی۔ پلیز۔" شہوار اس کی ضد سے واقف تھی' دوسرے لمحے ہی سر تھام کر بیٹھ گئی۔

"پیاری بہنا پریشان نہ ہو۔ میں اس معاملے میں واقعی سنجیدہ ہوں۔ تم یقین کرو' مجھے پشمہ کی شکل میں۔ آج وہ گوہر نایاب مل گیا جس کی مجھے کب سے تلاش تھی۔ اب تو بس دادی جان کو جاکر خوش خبری سنانی ہے۔" عکرمہ کی تیز رفتاری سے چلتی زبان پر شہوار ہول اٹھی۔

"بھائی۔ پہلے مما سے تو بات کرلیں۔ ایسی جلدی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہ مچائیں۔ پتا ہے نہ دادی نے گھر میں آپ کی شادی کے لیے بقرعید تک کا الٹی میٹم دیا ہوا ہے۔ وہ تو اڑ جائیں گی۔" شہوار نے رسانیت سے سمجھایا۔

"میری محبت کی گاڑی کو تمہیں ہی دھکا لگا کر اسٹارٹ کروانا ہے۔" وہ سن کہاں رہا تھا بس' اپنی ہی کہے جا رہا تھا۔ جان جان کر اسے چھیڑ رہا تھا۔

"فی الحال... یہ والی گاڑی کو اسٹارٹ کریں تاکہ گھر جا سکیں۔ محبت کی گاڑی کو بعد میں دھکا لگوائیے گا۔" شہوار نے جل کر دانت پیسے اور اسٹیئرنگ پر ہاتھ رکھا۔

"ہونہہ..." عکرمہ نے گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی' مگر وہ گھرر... گھرر کی آواز نکال کر بند ہو گئی۔

"کیا ہوا...؟" شہوار نے گرمی سے پریشان ہو کر ہاتھ سے خود کو پنکھا جھلتے ہوئے پوچھا۔

READING
Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

"یہ گاڑی بھی لگتا ہے تم سے دھکا لگوا کر اسٹارٹ ہو گی۔" عکرمہ نے برابر میں بیٹھی بہن کو دیکھ کر سر ہلاتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

"کیا۔۔۔ نہیں۔۔۔" وہ بھائی کے مضبوط شانوں پر مکا مارتے ہوئے چیخی۔

"ہا۔۔۔ ہا۔" عکرمہ نے گاڑی اسٹارٹ کی اور ہنس پڑا۔ شہوار بھائی کی شرارت پر جل بھن گئی، مگر سفر شروع ہونے پر شکر ادا کیا۔ عکرمہ بہن کو نئی فکر میں مبتلا کر کے بے فکری سے سیٹی پر ایک پیاری سی دھن بجاتے ہوئے بشمہ کے خیالوں میں گم ہو گیا۔

شہوار اس وقت کو کوسنے لگی جب اس نے عکرمہ کو کال کر کے کالج سے پک کرنے کے لیے کہا، اصل میں آج ڈرائیور نے طبیعت خرابی کی وجہ سے اچانک چھٹی کرلی اور عکرمہ بہن کو مستعدی سے لینے پہنچ گیا۔ شہوار بھی خوش اور اسی بہانے پیاری پیاری لڑکیوں کا دیدار بھی ہو جاتا، اپنے طور پر ایک تیر سے دو شکار کرنے نکلا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ خود کیوپڈ کے تیر کا ہدف بن گیا۔

☼ ☼ ☼

"میں عید پر یہ سوٹ نہیں پہنوں گی۔۔۔ بس۔۔۔ آپ کسی کو بھی گفٹ کر دیں۔" بشمہ نے بے رخی سے کہا۔ تاب دار ابھی بیٹی کو کوئی کرارا سا جواب دینے والی تھیں کہ چھوٹی نند اور اس کی بیٹی کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر چپ رہ گئیں۔

"ہائے کتنا زبردست لگ رہا ہے۔ ممانی۔ آپ واقعی میں بہت آرٹسٹک مائنڈ ہیں۔" سمعیہ نے کھلے دل سے تاب دار کے ہاتھوں میں تھامی ہوئی انار کلی فراک کی تعریف کی تو حمیرا نے برا سا منہ بنا کر بیٹی کو گھورا۔

"شکر ہے۔۔۔ تمہیں تو پسند آیا۔۔۔ اب ذرا اپنی دوست کو بھی سمجھاؤ جس نے صبح سے رونا دھونا مچایا ہوا ہے کہ یہ سوٹ نہیں پہننا۔" تاب دار نے مسکرا کر کہا اور ان لوگوں کو کمرے میں بٹھایا۔

"یہ تو جلی ہے۔" سمعیہ نے اپنی پیاری سی کزن کو چھیڑا، مگر ادھر سے کوئی جوابی کارروائی نہ ہوئی جس کا صاف مطلب تھا کہ بشمہ کا موڈ واقعی بہت خراب ہے۔

"اوہو۔ ابھی تو۔ بقر عید میں دیر ہے پھر یہ بلاوجہ کی بحث و تکرار کیوں ہو رہی ہے؟" حمیرا کی برداشت ختم ہونے لگی تو چڑ کر پوچھا، مگر سب نے انہیں اگنور کیا۔

"میری جان۔۔۔ ایک نظر دیکھو تو صحیح۔" تاب دار نے محبت سے بیٹی کو پکارا اور بڑی احتیاط سے عنابی عنبر رنگ کے بنارسی اور شیفون کے امتزاج سے بنائے گئے انار کلی سوٹ کو ہینگر میں لٹکایا۔

"ہائے بشمہ تم واقعی ناشکری ہو۔ سچ میں نے مال میں بالکل اسی اسٹائل اور کامبینیشن کا سوٹ دیکھا تھا، ممی سے لینے کی ضد بھی کی، مگر پرائس ٹیگ دیکھتے ہی جان نکل گئی مجبوراً دوسرا سوٹ خریدا۔" سمعیہ نے ایک بار پھر للچائی ہوئی نگاہوں سے فراک کی طرف دیکھتے ہوئے سمجھایا۔

"ہاں۔۔۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو، یہ ڈریس بھی مشہور ڈیزائنر کی کاپی ہے، میں ان لوگوں کے کپڑے سینے سے پہلے کسی بھی مشہور بوتیک میں جا کر ڈیزائن دیکھ کر دماغ میں بٹھاتی ہوں اگر موقع مل جائے تو سیل فون سے اس کی تصویر بھی لے لیتی ہوں، پھر ویسا ہی کپڑا اور لیس وغیرہ بازار سے خرید کر سلائی شروع کرتی ہوں۔ اسی وجہ سے ہو بہو ڈیزائن بنانے میں آسانی رہتی ہے۔" تاب دار نے نند کی بیٹی کو مسکرا کر دیکھتے ہوئے سادہ سے انداز میں تفصیل بتائی۔

"امی۔ پلیز۔ میں بقر عید پر کوئی اچھا سا ڈیزائنر سوٹ پہنوں گی، میری فرینڈز کا باربی کیو پارٹی کرنے کا ارادہ ہے میں وہاں پر یہ سوٹ پہن کر ہرگز نہیں جاؤں گی۔" بشمہ ماں سے کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔ تاب دار کو بیٹی پر حیرت ہوئی، وہ ایسی ضدی تو نہیں تھی انہیں اس کا انداز برا بھی لگا مگر سب کی موجودگی میں کچھ کہنے سے گریز کیا۔ حمیرا کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ چھا گئی جبکہ سمعیہ نے حیرت سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پشمینہ کو جاتے دیکھا۔

☼ ☼ ☼

"پھوپھو۔ یہ ڈرنک لیں۔۔۔ اتنی گرمی سے آئی ہیں۔" تاب دار کی منجھلی بیٹی وشمہ کو کچن کے کاموں سے بہت لگاؤ تھا' وہ مہمانوں کی تواضع کے لیے فوراً گلاسوں میں ڈرنک اور پلیٹ میں نمکو نکال کر لے آئی۔

"شعاع بیٹا۔۔۔ فریزر سے چکن کا پیکٹ نکال کر سنک میں رکھنا میں آتی ہوں۔" تاب دار جانتی تھیں کہ نند اب رات کا کھانا کھائے بغیر واپس نہیں جانے والی۔

"میں تو پشمینہ کو لے کر آتی ہوں۔ بلاوجہ ایک سوٹ کو لے کر اپنا موڈ خراب کر رہی ہے۔" سمعیہ نے مسکرا کر کہا اور اندر چلی گئی۔

"اُفوہ۔۔۔ بھابی کیا ہو گیا جو بیٹی سے اتنی ضد باندھ لی۔ جب بازار میں اتنی اچھی چیزیں بنی بنائی مل رہی ہیں تو پھر ایسے جھنجھٹ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟" حمیرا نے عادت کے مطابق ہنستے ہوئے طنز کیا اور ڈرنک کا سپ لیا۔

"حمیرا۔۔۔ میں کسی کو مجبور تو نہیں کر رہی ہوں جس کو جیسا مناسب لگے' وہ ویسا ہی کرے' مگر جب میں بچیوں کے ایک سے ایک کپڑے سی سکتی ہوں تو کیا ضرورت ہے کہ بلاوجہ مارکیٹ جا کر ہزاروں روپے ایک وقت کی شاپنگ میں پھونک آؤں۔" تاب دار نے شفون کے عنابی دوپٹے پر سلور ڈوری پائپنگ لگاتے ہوئے پل بھر مشین روک کر رک کر انہیں جواب دیا۔

"ممی۔۔۔ ڈریزائننگ۔۔۔ بھی ایک آرٹ ہے اور ممانی اس میں ماہر ہیں۔ اسی وجہ سے تو ان کا سلائی کڑھائی کا سینٹر بھی دن بہ دن ترقی کر رہا ہے۔ میں سوچ رہی ہوں چھٹیوں میں یہاں آکر سلائی سیکھوں۔" سمعیہ کو ماں کا انداز برا لگا تو دل رکھنے کے لیے حمایت میں بولی' حالانکہ اسے سوئی پکڑنے سے بھی دلچسپی نہ تھی۔ وہ ابھی واپس لوٹی تھی اور پشمینہ کا ہاتھ پکڑ کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"سمی۔ تم بڑوں کے بیچ میں نہ بولو۔ ویسے بھی اس دور میں کسی کو شوق نہیں جو اپنی آنکھیں پھوڑے' آج کی لڑکیوں کے پاس نہ تو اتنا وقت ہے نہ ہی جان گر۔۔۔" حمیرا نے دال موٹھ پھانکتے ہوئے بھاوج کا مذاق اڑایا۔

سمعیہ نے منہ بنا کر ماں کو دیکھا۔

"حمیرا۔۔۔ کمال ہے۔ تم بیٹی کی اچھی بات کی حوصلہ افزائی کرنے کی جگہ مذاق اڑا رہی ہو۔" تاب دار نے بھنویں اچکا کر نند کو گھورا۔ وشمہ اور شعاع نے بھی پھوپھو کو ناگواری سے دیکھا وہ جب بھی آتیں کوئی چھوٹی سی بات نکال کر ان کی ماں کے پیچھے پڑ جاتیں۔

"میری لڑکی کی تو رہنے ہی دیں۔ ایسے ہی ہر چیز پر جان دینے لگتی ہے' مگر آپ تو سمجھ دار ہیں۔ آج کل مقابلے بازی کا دور ہے۔ لڑکیاں تو ایک سے بڑھ کر ایک مہنگے ڈیزائنر سوٹ پہنتی ہیں۔ آپ جو کپڑوں کو جوڑ توڑ کر کے اپنی سلیقہ مندی کا ڈنکا پیٹنے کے لیے بچیوں کو ایسے کپڑے پہننے پر مجبور کرتی ہیں تو یہ بات کچھ جچتی نہیں۔" حمیرا بھی سینہ ٹھوک کر میدان میں اتر آئیں۔

"حمیرا۔۔۔ میں کفایت شعاری کو برا نہیں سمجھتی' نہ ہی تمہارے فلسفے کو مانتی ہوں۔" تاب دار نے بڑے اعتماد سے جواب دیا۔

"لو۔ ان کی سنو۔ بہن یہ شو شا کا دور ہے۔ پیٹ میں کیا ہے لوگ نہیں دیکھتے' مگر تن پر کیا ہے وہ سب کی نگاہوں میں جچتا ہے۔ اب بھلا۔ اتنی سادگی دیکھ کر کون ان لڑکیوں کے لیے رشتے بھیجے گا۔" حمیرا نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"لڑکیوں کو ہر حال میں گزارا کرنا چاہیے' اللہ میری بچیوں کی قسمت اچھی کرے۔ وقت آنے پر ساری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی اور جہاں تک رشتے کی بات ہے تو وہ نصیب سے جڑتے ہیں۔ چیزوں سے نہیں۔ بس نیت اچھی ہو تو سارے کام اپنے وقت پر صحیح طریقے سے ہوتے چلے جاتے ہیں۔" تاب دار کو

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نند کی بات بہت بری لگی۔ منہ بنا کر جواب دیا۔

"اللہ۔۔۔ توبہ۔۔۔ بھابھی۔۔۔ میں نے ایسا کیا کہہ دیا جو آپ بھڑک اٹھیں' انسان کماتا کس کے لیے ہے' اولاد کے لیے' اب اگر وہ ہی خوش نہیں تو کیا فائدہ' بھائی اتنی اچھی پوسٹ پر کام کرتے ہیں۔۔۔ اب ایسا بھی نہیں کہ بشمہ عید پر ایک ڈھنگ کا جوڑا نہ خرید سکے' مگر آپ کی منطق ہی نرالی ہوتی ہیں اور یہ سمعی جو ممسنی بنی ممانی کی حمایت میں ماں سے لڑ رہی ہے نا' اس نے خود اپنے پاپا سے ضد کر کے بقر عید کے لیے پورے دس ہزار کا سوٹ خریدا ہے۔" ثمیرا کے تو جیسے آگ لگ گئی' ہاتھ نچا نچا کر بولیں' بشمہ نے ماں کو بڑی جتاتی نگاہوں سے دیکھا۔

"کوئی بات نہیں۔ سب کی اپنی مرضی ہے' مگر میں تو وہ ہی کروں گی جو مجھے مناسب لگے گا۔ ویسے بھی ابھی میٹھی عید پر ان کے پاپا کو بونس ملا تو تینوں کی پسند کے سوٹ دلائے تھے اس بار سب سے اہم قربانی کا فریضہ ہوتا ہے۔" تاب دار نے سلائی مشین کو کور کرتے ہوئے اتنے فیصلہ کن انداز میں اپنی بات دہرائی کہ سب کی بولتی بند ہو گئی۔ تاہم بشمہ کو ماں کی سختی ایک آنکھ نہیں بھائی۔

☆ ☆ ☆

"تمہاری بیٹی کا چہرہ اتنا اترا ہوا کیوں ہے؟" رمعض احمد دفتر سے لوٹے تو خلاف معمول بشمہ کو چپ چپ صوفے پر بیٹھا دیکھ کر سوال کیا۔

"کچھ نہیں۔۔۔ بس اس کی طبیعت ٹھیک نہیں۔" تاب دار نے بات بنائی' ان کی عادت تھی کہ وہ شوہر سے گھر کے مسائل حتی الامکان چھپائے رکھتیں' رمعض لباس تبدیل کرنے اندر کی جانب بڑھ گئے۔

"میں جانتی ہوں کہ پیسہ کمانا آسان نہیں' تمہارے پاپا باہر سے کتنی مشکلوں کو جھیل کر گھر لوٹتے ہیں' اگر یہاں بھی چخ چخ لگی رہے تو ان کا سکون برباد ہو جائے گا کہ نہیں؟" انہوں نے بظاہر وشمہ سے کہا' مگر مخاطب بڑی بیٹی تھی۔ وہ فریش ہو کر لوٹے تو موضوع گفتگو بدل دیا گیا۔

"وشمہ میرا پیارا سا بچہ۔۔۔ ذرا ادھر تو آؤ۔" رمعض نے منجھلی بیٹی کو لاڈ سے بلایا اور کرسی پر بیٹھ کر پاؤں پھیلا لیے۔

"جی پاپا۔۔۔ کیا ہوا؟" وشمہ کے ساتھ چھوٹی شعاع بھی چلی آئی۔

"یہ لو چاٹ۔۔۔ اسے پلیٹ میں نکال کر لاؤ' چائے کے ساتھ سب مل کر کھائیں گے۔" رمعض نے بیٹی کو شاپر تھمایا۔ وہ خوش خوش کچن کی طرف چل دی۔ تاب دار ان کے برابر میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گئیں۔

"اوپر والے پورشن کا کتنا کام رہ گیا ہے؟" انہوں نے شوہر کو ریلیکس دیکھا تو فکر مندی سے پوچھا۔

"ارشاد ٹھیکیدار' دن بہ دن نئے نئے کام نکالتا ہے' میں نے تو اس کام کے لیے جتنا بجٹ رکھا تھا' وہ بھی ختم ہو گیا' مگر کام ہے کہ ختم ہی نہیں ہو پا رہا۔" رمعض نے اوپر والی منزل کو بغور دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

"جی۔۔۔ میں بھی یہ ہی سوچ رہی تھی' بقر عید سر پر ہے' اس پر گھر کا پھیلاوہ ہے کہ سمٹ ہی نہیں رہا۔ ارشاد بھائی سے کہیں بس ایک ہفتے میں اپنا سارا کام ختم کر دیں۔۔۔ ہم تو ان کو ٹھیکہ دے کر پھنس گئے ہیں۔" تاب دار نے جذباتی پن کا مظاہرہ کیا تو رمعض مسکرا اٹھے۔

"پاپا۔۔۔ یہ آپ کی گرما گرم چائے اور یہ سب کے لیے مزے دار چاٹ۔" وشمہ نے ٹرے ٹیبل پر رکھ کر چٹخارا بھرا' شعاع بھی چمچہ پیالہ ہاتھ میں تھامے اس کے پیچھے وہیں آ گئی' مگر بشمہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"بشمہ۔۔۔ آجاؤ۔ بیٹی۔۔۔ میں نے تمہاری پسند کی پاپڑی الگ سے ڈلوائی ہے۔" انہوں نے چائے کا گھونٹ بھرنے کے بعد بڑی کو آواز لگائی' اس کی مسلسل خاموشی اب رمعض کو پریشان کر رہی تھی۔

"پاپا۔۔۔ بعد میں کھالوں گی۔ ابھی موڈ نہیں۔" بشمہ نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں وہیں سے جواب دیا۔

"تاب۔۔۔ ہوا کیا ہے؟" رمعض نے چونک کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

بیوی کو دیکھا، وہ بیٹی کے مزاج آشنا تھے، سمجھ گئے کہ کوئی بات ہوئی ہے۔

"اوفوہ۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔ بس بیگم صاحبہ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" انہوں نے بشمہ کو کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔

"پاپا۔۔۔ مما نے ہم تینوں کے لیے بہت پیاری انار کلی فراک سی ہیں، مگر آپی کو اپنا سوٹ پسند نہیں آرہا، وہ بقرعید میں سمعیہ باجی کی طرح کا سوٹ لینا چاہ رہی ہیں۔" شعاع نے ماں کی آنکھیں دکھانے کے باوجود پول کھول دی۔

"اچھا۔۔۔ تو تاب۔۔۔ اگر۔۔۔ بچی کا دل نہیں تو اسے بازار سے دلا دو۔" رمض نے بشمہ کو محبت سے دیکھ کر بیوی سے سفارش کر دی۔

"کہاں سے دلا دوں۔۔۔؟ ہزار۔۔۔ پانچ سو کی بات نہیں ہے۔" تاب دار نے دانت پیس کر کہا۔

"اس۔۔۔ کیوں بھئی۔ کتنے کا سوٹ ہے؟" رمض نے آنکھیں سکیڑیں اور پوچھا، انہیں خواتین کے کپڑوں کی قیمتوں کا بھلا کیا اندازہ۔

"پورے دس ہزار کا۔۔۔ آج ہی تو پھوپھو اور سمعیہ آپی آئے تھے تو بتا رہے تھے۔" وشمہ نے ہاتھوں کی پانچوں انگلیاں کھڑی کر دیں۔

"وہ۔۔۔ حمیرا آئی تھی۔۔۔ چلی گئی کیا۔۔۔؟" رمض نے پوچھا۔

"جی۔۔۔ وہ اچانک رفاقت بھائی کا فون آگیا۔ ان لوگوں کو کہیں اور جانا تھا۔ اس لیے وہ جلدی چلی گئی۔" تاب دار نے وشمہ کو گھورتے ہوئے شوہر کو جواب دیا جس نے سارا بھانڈا پھوڑا۔

"بیٹا۔۔۔ اداس نہ ہو۔۔۔ کچھ نہ کچھ کرتے ہیں۔" رمض سے بیٹی کی اداس صورت دیکھی نہ گئی اس وقت تو ہاتھ ویسے ہی بہت تنگ تھا۔ ورنہ کچھ نہ کچھ ضرور کرتے۔ مجبوراً "چائے چھوڑ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

"بس۔۔۔ خوش ہو گئیں۔۔۔ باپ بے چارہ باہر سے کما کر تھکا ہارا آیا، مگر تم لوگوں کو کیا فکر' اپنے دکھڑے سنانے بیٹھ گئیں۔" تاب دار جو جوش میں شروع ہوئیں تو انہیں چپ کرانا مشکل ہو گیا۔ بشمہ کو بھی اپنے رویے پر افسوس ہونے لگا۔

رمض نے سیدھی سڑک پر چلتے ہوئے بچیوں کے بارے میں سوچا اور ان کے اچھے نصیب کے لیے اوپر والے سے دل سے دعا مانگی۔ رمض جانتے تھے کہ چھوٹی بہن حمیرا کے شوہر رفاقت علی کا اچھا خاصا چلتا ہوا بزنس تھا ان کے لیے دس بیس ہزار معمولی رقم تھی اسی لیے سمعیہ کی ہر فرمائش پوری ہو جاتی جبکہ وہ خود نوکری پیشہ آدمی تھے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے کمر توڑ کر رکھ دی۔ ایک تنخواہ میں گزارا مشکل ہونے لگا تھا۔ اس پر تین لڑکیوں کو بیاہنے کی فکر الگ، یہ تو تاب دار کی سلیقہ مندی تھی جو اس نے گھر بیٹھے سلائی کڑھائی کا چھوٹا سا اسکول کھول لیا۔ وہاں سے ملنے والے پیسوں سے کمیٹیاں ڈال کر اوپر والا پورشن بنوانا شروع کیا تاکہ کرائے پر دے کر مزید آمدنی کی سبیل کی جاسکے۔ تاب دار کی وجہ سے ہی آج تک پوری برادری میں ان کا بھرم قائم تھا۔

☆ ☆ ☆

عکرمہ نے آہستہ سے گاڑی چلاتے ہوئے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا' آج اس نے دانستہ طور پر وہ ہی راستہ اختیار کیا' جہاں اسے اپنی منزل کا نشاں ملا تھا' مگر مما پپا سے بات کرنے سے پہلے وہ ایک بار خود پر یقین کرنا چاہتا تھا۔

"میں۔۔۔ اس معاملے میں کچھ نہیں کروں گی۔" شہوار نے جل کر آج کالج کی چھٹی کی۔ بھائی کی تلون مزاجی سے باخوبی واقف تھی' اسی لیے بشمہ والے معاملے میں ہری جھنڈی دکھادی۔ وہ بھی اپنی مدد آپ کے تحت چھٹی کے ٹائم پر کالج جا پہنچا۔

بشمہ نے سیاہ گیٹ سے نکل کر ادائے بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھے بنا بس اسٹاپ کی جانب قدم بڑھا دیے۔ چاند سے چہرے پر اداسیوں کے بادل چھائے ہوئے تھے' اسے اپنی ضد پر افسوس ہونے لگا جس کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

وجہ سے باپ کو فکر میں جتلا دیکھا۔

"نہیں۔۔۔ امی کا سیا ہوا سوٹ پہن کر ہی بابی کی پارٹی میں چلی جاؤں گی۔" پشمینہ نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا اور مسکرا دی۔ گرمی کی حدت سے چہرے پر چھائی لالی' وہ مسکراتی ہوئی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ عکرمہ نے اسے ایک ٹک دیکھا۔

"تمہارا۔۔۔ تو۔۔۔ ہر روپ بے مثل ہے۔" عکرمہ نے پیار سے سراہا' مگر پشمینہ نے گاڑی کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی اس پر اچٹتی سی نگاہ نہ ڈالی۔ وہ ایک لمحے کے لیے شاک رہ گیا۔

"سمجھ میں نہیں آیا۔ تم سے۔۔۔ ایسے ایک دم سے کیوں کر دل لگا بیٹھا؟ واقعی۔۔۔ تم میں کچھ تو ہے' جو من کی اتھاہ گہرائیوں تک بغیر رکے اترتی چلی گئیں۔" عکرمہ نے سر جھٹک کر اس کی بے اعتنائی کا لطف اٹھایا' وہ اپنے سارے پلس پوائنٹ کو بے کار جاتے دیکھ کر بھی بے مزا نہیں ہوا' ورنہ چمکتی گاڑی' مہنگا لباس' زبردست پرسنلٹی' لڑکیوں کو فوراً" ہی اپنی جانب کھینچ لیتی تھی۔

"تمہیں جلد از جلد اپنانا پڑے گا' کیوں کہ میں نہیں چاہتا کہ دن رات تمہیں پانے' کھونے تم سے ملنے یا بچھڑنے کے اندیشوں میں جتلا رہ کر خود کو تباہ کروں۔" عکرمہ نے پشمینہ کو دیکھتے سنجیدگی سے عہد کیا اور گھر روانہ ہو گیا۔

☼ ☼ ☼

سمیرا اور شہوار کے کئی دفعہ لگائے جانے والے پھیروں اور تقاضوں کا یہ اثر ہوا کہ پشمینہ کے گھر میں عکرمہ کے رشتے کے لیے سنجیدگی سے بات چیت شروع ہو گئی' ورنہ وہ معاشی مشکلات کی وجہ سے ابھی بیٹی کا رشتہ طے کرنا نہیں چاہتے تھے' دونوں میاں بیوی میں یہ طے پایا کہ لڑکے والوں سے تیاری کے لیے دو سال کا وقت لیا جائے۔ تاب دار کے کہنے پر رمعض نے عکرمہ کے آفس جا کر ایک ملاقات بھی کر لی' وہاں سے وہ کافی مطمئن ہو کر لوٹے اور اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا کہ شہر کا اتنا معزز گھرانا بیٹی کا طلب گار بنا ہوا ہے۔ ہر طرف سے مثبت اشارے ملنے پر ان لوگوں نے ہاں کرنے کا سوچا۔ کیوں کہ وہ فوری طور پر پشمینہ کی شادی کے متحمل نہ تھے اس لیے شادی کے لیے وقت مانگ لیا۔

"اف۔ دو سال۔۔۔ میری ساس تو پورے گھر کا جینا حرام کر دیں گی۔" سمیرا نے دو سال کا سنا تو ہول اٹھیں سینے پر ہاتھ رکھ کر درد بھری آواز نکالی۔

"مسز رمعض۔۔۔ ہم تو بقر عید کے دوسرے ہفتے میں شادی کرنا چاہتے ہیں۔" سمیرا نے انہیں فون پر اپنی بے تابی سنائی۔

"یہ۔ بات۔۔۔ تو مشکل ہو جائے گی۔" تاب دار نے صاف لہجے میں انہیں جتایا اور فون رکھ دیا۔

"اب کیا کروں۔۔۔ اتنی مشکل سے تو کوئی لڑکی پسند آئی ہے۔" سمیرا سوچ میں پڑ گئیں۔ دراصل ان کی ساس مہتاب خانم کا آج کل بس نہیں چل رہا تھا کہ پوتے کو سہرا باندھ کر بارات لے کر پشمینہ کے گھر جا پہنچیں' صحت دن بہ دن گرتی جا رہی تھی' اس لیے چاہتی تھیں کہ زندگی میں ہی عکرمہ کو اپنے گھر میں شاد و آباد دیکھ لیں۔

"آئے۔ لڑکی تو بہت ہی پیاری ہے۔" انہوں نے چشمہ لگا کر جیسے ہی پشمینہ کی تصویر دیکھی واری صدقے جانے لگیں۔

"سمیرا۔۔۔ آپ جا کر بات پکی کر لیں۔ تاکہ شادی کے انتظامات شروع کیے جا سکیں۔" منظور علی نے بھی ماں کی طبیعت کی وجہ سے بیٹے کی جلد شادی پر زور دیا' وہ نہیں چاہتے کہ ان کے دل میں کوئی خلش رہ جائے۔ سمیرا گم سم بیٹھی رہ گئیں۔

"آئے۔ دلہن۔۔۔ پہلے تو عکرمہ کو کوئی لڑکی پسند نہیں آئی تھی' اب جو وہ شہوار کی سہیلی سے شادی پر تیار ہوا ہے تو تم لوگ دیر لگا رہے ہو۔" انہوں نے آنکھوں پر ہاتھوں کا چھجا بنا کر بہو کو گھورتے ہوئے تاکید کی۔ ستر سالہ مہتاب خانم آج کل بچوں کی طرح ہر بات پر ٹھنکنے لگتیں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اچھا۔ اماں جی۔ ان لوگوں سے۔ دوبارہ۔ بات کرتی ہوں۔" سمیرا نے انہیں تسلی دی۔

"صرف بات نہیں کرنی۔ پکی بات کرنی ہے۔ کیوں عکرمہ؟" مہتاب خانم نے مسکرا کر پوپلے منہ سے پوتے کو دیکھتے ہوئے ہنس کر کہا تو وہ زور زور سے سرہلا کر تائید کرنے لگا۔ سمیرا گھبرا کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔

☆ ☆ ☆

دوسرے دن شام کو وہ پشمینہ کے گھر جا کر بات کرنے کا سوچ ہی رہی تھیں کہ وہاں سے تاب دار کا معذرت بھرا فون آ گیا۔

"ہم نے بہت سوچا مگر کوئی راستہ نہ پا کر مجبوراً اس بات کو یہیں ختم کر رہے ہیں۔" تاب دار نے دبی زبان میں افسردگی سے کہا۔ انہیں عکرمہ اور اس کی فیملی دل سے پسند آگئی تھی مگر اتنی جلدی شادی جیسا بڑا کام کرنا ناممکن تھا۔

"مسز رمیض۔ ایسی بھی کیا بات ہو گئی۔ ہماری فیملی پسند نہیں آئی؟" سمیرا نے لجاجت سے پوچھا انکار کا سنتے ہی ان کے ہاتھوں کے توتے اڑ گئے۔

"ارے۔ نہیں۔ آپ کا خاندان تو واقعی بہت اچھا ہے۔ میری بیٹی کی خوش قسمتی ہوتی اگر اتنے قدر دان لوگوں کا ساتھ مل جاتا۔ مگر ہر انسان کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔" تاب دار نے ٹھنڈی آہ بھر کر دکھی لہجے میں بتایا۔

"مجھے اپنا سمجھ کر ساری پریشانی کہہ ڈالیں۔ سمجھیں بات صرف ہم دونوں تک ہی محدود رہے گی۔" سمیرا نے بے حد پرخلوص انداز میں ان پر دباؤ ڈالا۔

"دیکھیں۔ ہم۔ اتنی جلدی شادی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ پھر۔ گھر بنانے کی وجہ سے قرضے کی لپیٹ میں بھی آ گئے ہیں۔" تاب دار نے دبے لفظوں میں اپنا بھرم رکھتے ہوئے مختصراً بتایا اور مزید بحث سے بچنے کے لیے عجلت میں فون رکھ دیا۔

شہوار جو وہیں بیٹھی تھی' یہ سب سن کر رونے بیٹھ گئی۔

"بالکل چپ۔ منہ سے بھاپ بھی نہیں نکلنا۔ گھر میں کسی کو انکار والی بات کا پتا نہیں چلنا چاہیے۔ ورنہ عکرمہ سے پہلے اماں جی نے سوگ ڈال دینا ہے۔" سمیرا نے اسے سختی سے چپ کرایا۔

"ڈرائیور سے گاڑی نکلواؤ' ہم ابھی مسز رمیض کے گھر جائیں گے۔" انہوں نے کچھ دیر سوچا اور فیصلہ کن انداز میں اٹھ کھڑی ہوئیں شہوار ان کا منہ دیکھتی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

"اتنی جلدی۔ میرا مطلب ہے۔ سب کچھ اچانک کیسے ہو گا؟" سمیرا کی بات پر تاب دار کے دماغ میں ایک فکر لاحق ہو گئی' عکرمہ کے گھر والے تو ہاتھ پاؤں پھیلانے میں ماہر دکھائی دے رہے تھے۔

"آپ لوگ کن باتوں میں پڑ گئے ہیں۔ اگر جہیز کی وجہ سے پریشان ہیں۔ تو بے کار ہے۔ یہ مسئلہ نہ بھی ہو تب بھی میں اس قسم کے لین دین کے حق میں نہیں ہوں۔ ویسے بھی۔ میرا عکرمہ بہت چوزی ہے۔ اس نے ابھی اپنے روم کو نئے سرے سے فرنشڈ کروایا ہے۔ آپ کا جہیز میں دیا ہوا سارا سامان بلاوجہ بیس منٹ میں خراب ہوتا رہے گا۔" سمیرا ان کی مشکل سمجھتی تھیں' اسی لیے ہلکے پھلکے انداز میں سمجھانے لگیں۔

"آپ۔ کیوں نہیں سمجھ رہی۔ ایسا کہاں ہوتا ہے۔ دنیا کیا کہے گی؟" تاب دار بڑی تذبذب میں پڑ گئیں۔

"واہ۔ بھئی۔ رشتہ ہم دو خاندانوں کے بیچ میں ہو رہا ہے۔ یہاں دنیا کہاں سے آ گئی؟" سمیرا ایک دم کھلکھلائیں۔

"وہ تو ٹھیک ہے مگر۔ بہن۔" کمرے میں موجود رمیض نے بھی منہ کھولا' مگر سمیرا نے ہاتھ اٹھا کر انہیں بولنے سے روک دیا۔

"بس۔ جب۔ بہن۔ بول دیا۔ تو مجھ پر اعتماد بھی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کریں۔ یہ روایتی باتیں نہیں۔ جیسمینا "۔ ہمیں پشمینہ تین کپڑوں میں قبول ہے۔" سمیرا نے قطعیت سے بات ختم کی اور چائے کا کپ لیا۔

"اچھا۔ مگر۔ ایسے خالی ہاتھ کیسے؟" تاب دار کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دیں گھبرا کر شوہر کو دیکھا۔

"خالی ہاتھ تو نہیں جائیں گے۔ ہم اس گھر کی سب سے مہنگی اور قیمتی چیز لے کر جانے والے ہیں۔ آپ پشمینہ کا موازنہ بے جان چیزوں سے کیوں کر رہی ہیں۔" انہوں نے شہوار کے ساتھ اندر داخل ہوتی پشمینہ کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ سوچنے تو دیں۔" تاب دار نے گھبرا کر کہا۔

"مسز رمیض۔ جتنا چاہے سوچ لیں۔ مگر۔ اس رشتے کے لیے۔ ہماری بس ایک شرط پوری کردیں۔" سمیرا منظور نے اچانک سنجیدہ صورت بنا کر کہا۔

"جی۔ وہ کیا۔؟" تاب دار نے حیرانی سے پہلے انہیں پھر برابر میں بیٹھے شوہر کی جانب دیکھا۔

"اگلے ہفتے میں نکاح کی تقریب سادگی سے ادا کی جائے گی اور بقرعید کے بعد رخصتی۔" تاب دار کی سانس بحال ہوئی ورنہ وہ تو سوچ رہی تھی کہ اتنا بڑا گھرانہ ہے، جانے سمدھن جہیز لینے سے منع کرنے کے بعد کون سی فرمائش کرنے والی ہیں۔ مگر دوسری فکر پڑ گئی۔

"اگلے ہفتے نکاح؟" دونوں میاں بیوی چونک کر بولے۔

"جی ہاں۔" سمیرا تو جیسے ہتھیلی پر سرسوں جمانے پر تلی بیٹھی تھیں۔ ماں کے کہنے پر شہوار نے دوست کو چٹکی کاٹی۔ پشمینہ کے ہونٹوں پر تھرکتی مسکراہٹ چھا گئی۔

"آپ پریشان مت ہوں۔ نکاح بہت آسانی سے ہو جائے گا، ہماری طرف سے میرے اور منظور صاحب کے بہن بھائی۔ سمجھیں کل ملا کر پچیس لوگ ہوں گے۔ آپ بھی اپنی سہولت سے قریبی عزیزوں کو مدعو کرلے گا، باقی دھوم دھڑکا ہم رخصتی پر کرلیں گے۔" سمیرا نے ان کے چہرے کی اڑتی رنگت دیکھی اور گھر کے بنے ہوئے گرماگرم سموسوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے مزے سے صلاح دی۔

"یہ تو ہاں کروا کر ہی دم لیں گی۔" تاب دار نے ٹھنڈی سانس بھر کر شوہر سے سرگوشی میں کہا۔

"ایسے اچھے رشتے کو لوٹانا کفران نعمت ہوگا۔" رمیض نے سوچا اور بیوی کو اشارے سے رضامندی دے دی، تاب دار نے بھی مسکرا کر ہاں کردی۔

"بھائی۔ آپ کی محبت کی گاڑی چل پڑی ہے۔" شہوار نے بھائی کو فوراً" ہی ٹیکسٹ کیا تو اس کا دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ وہ دادی کو خوش خبری سنانے بھاگا۔

☆ ☆ ☆

"آئی لو یو مما۔" شہوار پشمینہ کے گھر سے واپسی پر ماں سے چمٹ گئی۔

"اچھا ہوا بتا دیا۔ مجھے تو پتا ہی نہیں تھا۔" سمیرا نے شگفتگی سے اس کے بال سنوارتے ہوئے کہا۔

"سیریسلی مما۔ آپ تو چھا گئیں۔" شہوار نے ہاتھ اٹھا کر داد دی۔

"وہ کیوں بھئی۔" سمیرا نے اسے نہ سمجھ میں آنے والی نگاہوں سے دیکھا۔

"آپ کی۔ پشمینہ کو سادگی سے بہو بنانے والی بات نے انکل آنٹی کی کتنی بڑی پریشانی دور کردی نا۔" شہوار خوشی سے چہکی۔ اسے بہرحال عکرمہ سے بہت محبت تھی، بھائی کی دل کی مراد بر آئی تو وہ کیوں کر خوش نہ ہوتی۔

"وہ تو میں نے ایک پرانا قرض لوٹایا ہے۔" سمیرا کے مسکراتے چہرے پر اداسی کا رنگ غالب ہوا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں؟" شہوار نے ماں کو مڑ کر دیکھا۔

"بس بیٹا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میری اور تمہارے پاپا کی منگنی کے بعد ابا جی کا اچانک انتقال ہو گیا میں اور اماں ایک بڑی مشکل میں گرفتار ہو گئے"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

تمہاری دو خالاؤں اور تین ماموؤں کی اس وقت تک شادی ہو چکی تھی۔ میں ہی چھوٹی اولاد ہونے کی وجہ سے باقی بچی تھی' ابا جی کا جو بھی فنڈ وغیرہ ملا' اماں نے اس میں سے بڑا حصہ میری شادی کے لیے مختص کرنا چاہا' مگر اس وقت تمہارے تینوں ماموں اس بات پر اڑ گئے کہ وہ پیسہ فی الحال ان میں بانٹ دیا جائے' اور جب سمیرا کی شادی ہو گی تو ہم بھائی مل کر یہ کام کریں گے' کیوں کہ وہ سب اچھی نوکریوں پر لگے ہوئے تھے تو اماں نے ان پر یقین کر کے سارا پیسہ فیاض بھائی کے حوالے کر دیا' جو ابا جی کے بعد گھر کے سربراہ بن گئے تھے' انہوں نے سارا پیسہ پانی کی طرح بہا کر تین الگ الگ پورشن بنوائے ایک دو کمروں کا چھوٹا پورشن میرا اور اماں کا بھی بنا دیا گیا' اس کے بعد سب الگ الگ شفٹ ہو گئے۔" سمیرا کی آنکھیں ماضی کو یاد کر کے نم ہوئیں۔

"او تو نانی کا گھر پہلے ایک تھا۔" شہوار نے پوچھا۔

"ہوں نہ۔ اس کے بعد سب اپنی اپنی زندگیوں میں مگن ہو گئے' وقت گزرتا چلا گیا' مگر میری کسی کو فکر ہی نہیں۔ اماں جب بھی ان تینوں کو بٹھا کر میری شادی کی بات کرتیں' وہ سب بہانے بناتے۔ اتنی جلدی کیا ہے؟ کون سی عمر نکلی جا رہی ہے۔ اپنے مسئلے مسائل کا رونا روتے ہوئے وہاں سے اٹھ جاتے' ادھر تمہاری دادی کو بھی اب فکر لگ گئی' وہ اماں کو فون کر کے شادی کا کہتیں۔ اماں مجبور ہو کر رہ گئیں۔ تمہاری خالائیں اپنے سسرالوں میں بزی تھیں' بھائیوں کو فون کر کے سناتیں۔ میری شادی کا بولتیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

تین سال اسی کشمکش میں گزر گئے' اماں ان کو کوئی مثبت جواب ہی نہیں دے پا رہی تھیں۔ ہر دفعہ ایک نیا بہانہ۔ ان لوگوں کی آمدورفت گھٹنے لگی۔ فون بھی آنا کم ہو گئے۔ تمہاری نانی کو فکروں نے بیمار کر ڈال دیا۔ مگر بھائی اپنی بیویوں کے کہنے میں آ کر ہمیں فراموش کرتے چلے گئے۔" سمیرا نے دکھ بھری سانس لی' شہوار بڑی توجہ سے ماں کی داستان سننے میں مگن تھی۔

"پھر کیا ہوا۔ میرا مطلب۔ پاپا کچھ نہیں بولتے تھے؟" شہوار نے بے چینی سے سوال کیا۔

"تمہاری دادی نے مایوس ہو کر ان کے لیے دوسری لڑکی تلاش کرنا شروع کر دی۔ آخر پوری برادری میں یہ خبر پھیل گئی کہ منظور کے لیے دوسرا رشتہ ڈھونڈا جا رہا ہے۔ اماں کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچیں۔ انہوں نے بیٹوں کو بلا کر فائنل بات کی' مگر وہ ایک بار پھر ٹال گئے۔" سمیرا نے پھیکی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائی۔

"او مائی گاڈ۔ پھر؟" شہوار نے پوچھا۔

"ایک دن اچانک تمہارے پاپا۔ اماں سے ملنے آ گئے۔ اور بڑی رسانیت سے شادی نہ کرنے کی وجہ معلوم کرنے لگے' میری ماں کی وضع داری منہ سے کچھ کہنے کی اجازت نہیں دیتی تھی' مگر انہوں نے اماں کے چہرے پر رقم کرب اور مجبوری کی داستان پڑھ لی۔ بس واپس گھر جاتے ہی تمہاری دادی سے جانے کس انداز میں بات کی کہ وہ مجھے ایک ہفتے میں سادگی سے رخصت کرا کر اس گھر میں لے آئیں بھائیوں کو بعد میں شرم محسوس ہوئی تو میرے اکاؤنٹ میں کچھ پیسے ٹرانسفر کروا دیے۔ مگر میں تمہارے پاپا کی آج تک شکر گزار ہوں جنہوں نے ایک بیوہ اور مجبور عورت کا بھرم رکھا۔" وہ افسردہ ہو کر بولتی رہیں۔

"او پھر کیا ہوا؟" شہوار کے دل میں ماں کا درد اترنے لگا۔

"میرے سسرال میں قدم رکھنے کے بعد جیسے قسمت کی دیوی اس فیملی پر مہربان ہوتی چلی گئی' یوں ہن برسنے لگا کہ سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ اس بات کا کریڈٹ آج تک تمہارے پاپا اور دادی مجھے دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو اوپر والے کی دین ہے۔" سمیرا نے سکون سے آنکھیں موند لیں۔

"واہ یعنی میری دادی بالکل بھی روایتی ساس نہیں بنیں۔" شہوار کی آنکھیں چمک اٹھیں' دل میں مہتاب خانم کے لیے موجود محبت میں بے انتہا اضافہ ہو گیا۔

"نہیں یہ بات سچ ہے کہ اماں جی۔ بہت نیک روح

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

ہیں۔ میں ان کی اچھائی کبھی نہیں بھول سکتی۔ اسی لیے تم نے دیکھا ہوگا۔ گھر میں ان کی ہر بات کو کتنی اہمیت دی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ عکرمہ کی شادی بقر عید کے بعد ہوگی تو میں نے اس بات کو ممکن بنانے کے لیے اپنا سارا زور لگا دیا۔" سمیرا نے مسکرا کر کہا۔

"واؤ۔ مما یہ بات تو ہے۔" شہوار ہنس دی۔

"اچھا ہوا۔ آپ نے جذبات میں آکر۔ مجھے اپنی اور پاپا کی محبت کی داستان سنا دی۔ ورنہ میں تو ان باتوں سے محروم ہی رہ جاتی۔" شہوار نے شوخی دکھائی تو سمیرا نے ایک دھپ لگائی۔

"کون سی محبت کی داستان۔ میں تو ان سے اس وقت بات بھی نہیں کرتی تھی' اصل میں منظور نے سوچا کہ ایک لڑکی جو اتنے سالوں سے ان کے نام پر بیٹھی ہے۔ یہ رشتہ ختم ہو جانے کے بعد اس کی کتنی بدنامی ہوگی۔ وہ ایک خاندانی آدمی نکلے اور مجھے تین کپڑوں میں خوشی خوشی رخصت کرا کر لے گئے' بس میں نے اسی دن دل میں عہد کیا کہ عکرمہ کی شادی کروں گی تو بیٹی والوں کو زیر بار نہیں کروں گی' تاب دار کی ہچکچاہٹ دیکھ کر میرے سامنے تمہاری نانی کا چہرہ آگیا اور میں نے فوراً فیصلہ کر لیا۔" سمیرا نے بات ختم کی تو شہوار نے ماں پر فخریہ نگاہ ڈالی۔

"آپ نے یہ بات تو بہت اچھی کی مگر پاپا والی بات میں پھر بھی جھول رہ گیا۔" شہوار نے شرارت سے نچلا لب دبایا۔

"جھول۔ کیا مطلب کون سا جھول؟" سمیرا نے حیرت سے پوچھا۔

"میری مما۔ اتنی پیاری ہیں۔ وہ کیسے اتنی حسین لڑکی کو ہاتھ سے جانے دیتے۔ رشتہ ختم ہونے کا تو بہانہ بنایا۔ ورنہ شادی تو انہوں نے آپ سے ہی کرنی تھی۔" شہوار نے ماں کو یوں چھیڑا کہ ان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

☆ ☆ ☆

واہ بھائی۔ بھابھی تو غیر سہی' سگے بھائی کا بھی خون سفید ہو گیا" وہ دونوں حمیرا کے ڈرائنگ روم میں سر جھکائے بیٹھے ان کی بری بھلی سن رہے تھے۔

"حمیرا۔ یقین کرو۔ سب کچھ بہت جلدی میں طے ہوا' جیسے ہی ہاں کی سب سے پہلے تمہارے پاس آیا ہوں۔" رمیض نے بہن کے برابر میں جا کر بیٹھتے ہوئے لجاجت سے کہا۔

"بس۔۔۔ بس۔ یہ کہانیاں کسی اور کو سنائیے گا۔ وہاں نکاح کی ڈیٹ تک فکس ہو گئی' کسی کو مجھ غریب کا خیال نہیں آیا کہ ایک فون کر کے بلا لیتے۔" حمیرا نے باکس سے ٹشو نکال کر بلاوجہ آنکھیں پونچھیں۔ تاب دار نند کو دیکھ کر ان کے دل پر گزرنے والی کیفیت کا اندازہ کر رہی تھیں' وہ جو ہمیشہ ان کی بیٹیوں کو حقیر سمجھتی آئیں' اتنی اچھی جگہ رشتہ طے ہو جانے کی خبر ہضم کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"آپ تم جو بھی سمجھو۔ مگر میں نے پوری بات سچائی سے بیان کر دی ہے' بقر عید کے بعد رخصتی ہے' اگر تمہیں سچ مچ میری اولاد سے محبت ہوگی تو چلی آنا ورنہ تمہاری مرضی۔" رمیض نے زندگی میں پہلی بار بہن کی ناجائز بات کے آگے مزاحمت کی' تاب دار منہ بھول کر شوہر کو دیکھنے لگیں۔ حمیرا تو ایسی ہو گئیں جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"تاب۔ چلو۔ اور جگہ بھی بلاوا دینے جانا ہے۔" رمیض جھٹکے سے کھڑے ہوئے تو وہ بھی ہوش میں آئیں اور میاں کے پیچھے سر جھکائے باہر نکل گئیں۔

حمیرا نے ہمیشہ سے بھائی کے گھر پر اپنا تسلط قائم رکھا' چھوٹی ہو کر بھی بڑے بھائی کو دبایا۔ رمیض نے بھی بہن کے مان سمان میں کوئی کمی آنے نہ دی' مگر شاید آج ان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ حمیرا اپنی جگہ بیٹھی سوچتی رہ گئیں۔

Downloaded From
Paksociety.com

☆ ☆ ☆

"بس ٹھیک ہے۔ تو سب طے پا گیا۔ اب آپ لوگ پشمہ کو بھول جائیں۔" سمیرا نے چمچے سے پلاؤ پر رائتہ ڈالتے ہوئے مزے سے کہا۔ وہ آج یہاں لنچ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹائم میں پہنچی تو تاب دار نے جلدی جلدی تھوڑا اہتمام کر ڈالا۔

"ک... کیا... مطلب؟" تاب دار نے حیرت سے پوچھا اس بات پر ان کے چھکے چھوٹ گئے۔

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آج سے بشمہ ہماری ذمہ داری ہے۔ اب آپ لوگ اسے بھول کر باقی دو بیٹیوں کی فکر کریں' یہ تو میری بیٹی بن گئی ہے۔" سمیرا نے اتنے خلوص سے بشمہ کو ساتھ لگا کر کہا کہ ان دونوں کی آنکھیں بھیگ گئیں' پاس بیٹھی شہوار نے بھی دوست کو خود سے لپٹا لیا۔

"لو کے بشمہ تم جا کر تیار ہو جاؤ۔" انہوں نے ہاتھ دھونے کے بعد لیمن ٹی پیتے ہوئے لمحہ بھر ٹھہر کر کہا۔

"کیوں... کہاں جانا ہے؟" تاب دار نے چونک کر پوچھا' بشمہ نے بھی شہوار کو دیکھا۔ اتنی جلدی بیٹی کا رشتہ ہو جانے کے بعد سے وہ منظور فیملی کی اپنائیت کے مظاہروں پر یا تو حیران یا پریشان ہو اٹھتیں۔

"او مائی گاڈ۔ منظور صاحب ٹھیک کہتے ہیں۔ میں واقعی بوڑھی ہو گئی ہوں۔ مسز رمضی میں بتانا بھول گئی۔ ہمارا آج شاپنگ کا پروگرام ہے۔ شہوار اور بشمہ کو نکاح کے ڈریسز اور جیولری وغیرہ دلانی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اپنی بہو کو بقر عید کا اچھا سا سوٹ بھی تو دلانا ہے۔" سمیرا نے سر پر ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے کہا تو تاب دار انہیں دیکھتی چلی گئیں' ان کے چہرے پر خاص قسم کی ملاحت تھی' شاید ان کی اچھائیوں کی وجہ سے ایسا تھا۔

"اچھا... ٹھیک ہے۔" تاب دار نے بیٹی کی سوالیہ نگاہوں پر اثبات میں سر ہلایا۔

"میڈم جلدی کرو۔ بھائی کی فرمائش ہے کہ بشمہ کے سارے ڈریس شہر کے سب سے مشہور ڈیزائنر سے بنوائے جائیں۔ مما نے اسی لیے آج کا ٹائم لیا ہوا ہے۔ اب ہمیں وہاں پہنچنا ہے۔" شہوار نے بشمہ کو بے تکلفی سے بتاتے ہوئے اس کے روم کی جانب دھکیلا تو تاب دار اوپر والے کی عنایتوں پر حیران رہ گئیں۔

☆ ☆ ☆

"تم یہاں بیٹھو۔ میں آدھے گھنٹے میں آرہی ہوں۔" شہوار بشمہ کا ہاتھ تھامے ایک بڑے آئس کریم پارلر میں داخل ہوئی اور عکرمہ کے سامنے والی چیئر پر بٹھا کر خود نو دو گیارہ ہو گئی۔ بشمہ اس صورت حال پر حیران رہ گئی۔

"پلیز۔ میں نے ہی شہوار کو کہا تھا۔ تھوڑی دیر بیٹھ جاؤ کچھ باتیں سن لو پھر چلی جانا۔" وہ غصے میں واپس جانے کے لیے مڑی تو عکرمہ کی بھاری آواز نے رکنے پر مجبور کر دیا۔ وہ اس کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔

"بشمہ' میری چاہت پر ہمیشہ بھروسا رکھنا۔ عکرمہ منظور اس دن سے صرف آپ کا ہو گیا جس دن پہلی بار دیکھا اور ہمیشہ آپ کا ہی رہے گا۔" وہ اسے اپنی محبتوں کا مان دیتے ہوئے وفا کا یقین دلانے لگا۔

"آپ... کیا کہہ رہے ہیں؟" بشمہ ایک دم ششدر رہ گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ یہ رشتہ شہوار کے بجائے عکرمہ کی پسند پر طے پایا ہے۔

"ہاں۔ میں نے جب آپ پر پہلی نگاہ ڈالی تو اسی وقت دل نے گواہی دی کہ بس یہ وہ لڑکی ہو جسے میری زندگی میں شامل ہونا ہے۔" عکرمہ نے مسکرا کر اقرار کیا۔ جھکی جھکی پلکوں سمیت وہ سامنے بیٹھی دل میں اترتی جا رہی تھی۔

"اچھا۔ مجھے تو ان باتوں کی کچھ خبر نہیں۔" بشمہ نے دھیرے سے لب کھولے۔

"ہاں۔ مجھے آپ کی عزت کا بہت پاس تھا اس لیے میں نے ہی یہ بات کسی کو نہیں بتائی اور شہوار کو بھی ڈس کلوز کرنے سے منع کر دیا' کیوں کہ آپ کا ساتھ تا عمر کے لیے پانا تھا۔ اس لیے کورٹ شپ چلانے کی جگہ سچا اور ستھرا راستہ اپنایا۔" اس کا شرارتی لہجہ اندر کی سچائی کا مکمل ساتھ دے رہا تھا۔

"سامنے بیٹھا یہ شخص کتنا خالص ہے جس نے میری معمولی سی ذات کو ایک دم سے اتنا معتبر کر دیا۔"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پشمینہ نے گہرائی میں جا کر سوچا اور اس کا دل اپنے رب کے حضور سربہ سجود ہونے کے لیے بے قرار ہونے لگا۔

"آپ۔ کبھی بھی میرا ساتھ نہ چھوڑیئے گا۔" عکرمہ نے اسے سوچوں میں گم دیکھا تو خوف زدہ ہو کر یقین دہانی چاہی۔

"میں کبھی آپ سے دور نہیں جاؤں گی۔" پشمینہ نے اس کے اصرار پر سر ہلا کر یقین دہانی کروائی۔

"میں بہت خوش قسمت ہوں۔ جو آپ جیسی پیاری اور معصوم سی لڑکی میری شریک حیات بننے جا رہی ہے۔" اس کے چہرے کو تکتے ہوئے عکرمہ کی آنکھیں لو دینے لگیں۔ وہ شرمانے لگی۔

"پشمینہ! کبھی مجھ سے جدا نہ ہونا۔ وجہ چاہے کچھ بھی ہو' آپ سے بچھڑ کر عکرمہ کے لیے جینا مشکل ہو جائے گا۔" گمبھیر لہجے میں اپنے جذبات کا اظہار کرتا عکرمہ اس کے ہاتھ پاؤں پھلائے ہوئے رہا تھا۔

"جی۔ کبھی۔ نہیں۔" پشمینہ نے بڑی فرمانبرداری سے اقرار کیا۔ عکرمہ کو لگا گویا سکون کی ایک لہر اس کی روح کے اندر تک سرائیت کر گئی ہو۔ عکرمہ کی بڑی خواہش تھی کہ نکاح سے پہلے ایک بار پشمینہ سے مل کر اپنے دل کا حال بیان کرے اس نے بہن کی اتنی منت سماجت کی کہ وہ پگھل ہی گئی۔ یہاں آنے سے پہلے پشمینہ کو بالکل نہیں پتا تھا کہ ایسی سچویشن سے پالا پڑے گا۔ وہ تو شہوار کے کہنے پر شاپنگ کے لیے گھر سے نکلی۔ جس نے اچانک گاڑی کا رخ اس طرف موڑ دیا۔

☆ ☆ ☆

عیدالاضحیٰ کا چاند دکھائی دے گیا اور علاقے بھر میں جانوروں کی بولیاں سنائی دینے لگی۔ شعاع کے سارے فرینڈز روزانہ رات کو اپنے جانوروں کو لے کر واک پر نکلتے تو اس کا دل بھی مچل مچل جاتا۔ بکروں کو زیور وغیرہ پہنا کر تیار کیا جاتا پھر ان کا بیوٹی کونٹسٹ ہوتا' جیتنے والے جانور کو انعام میں اسپیشل قسم کا چارہ کھلانے کو دیا جاتا۔ شعاع یہ سب دیکھ کر دل مسوس کر رہ جاتی کہ ابھی تک ان کا بکرا کیوں نہیں آیا۔

"امی۔ ہمارا جانور کب آئے گا؟ وہ بڑی آس لے کر ماں کے پاس پہنچی' جو تخت پوش سینے میں مگن تھیں۔

"بیٹا۔ آپی کے نکاح کی تقریب اچانک کھڑی ہو گئی ہے۔ خرچے اتنے بڑھ گئے ہیں۔ اس بار تو لگتا ہے مسجد میں گائے کا حصہ ڈالنا بھی مشکل ہو گا۔ بکرا خریدنے کی تو سکت ہی نہیں رہی۔" تاب دار نے چھوٹی بیٹی کے بال سنوارتے ہوئے رسانیت سے سمجھایا۔ وہ صابر بچی تھی ضد کیے بنا چپ چاپ سر جھکائے کونے میں جا کر بیٹھ گئی۔ تاب دار کے دل کو دھچکا پہنچا' مگر وہ اس معاملے میں کیا کر سکتی تھیں۔

"بھاں۔ بھاں۔ بھاں۔" تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں بکرے کی صداؤں پر چونکے' جو گھر کے دروازے کے باہر سے آرہی تھی۔ اتنے میں کسی نے بار بار اطلاعی گھنٹی بجائی۔ شعاع نے دوڑ کر دروازہ کھولا اور حیران رہ گئی۔

"تاب۔ یہ بکرا کہاں بندھوانا ہے؟" رمیض نے گھر میں گھستے ہی پوچھا' تاب دار نے حیرت سے شوہر کے پیچھے جھانکا تو سفید رنگ کا بڑا پیارا بکرا دکھائی دیا۔

"یہ۔ کیا۔ میرا مطلب ہے۔ بکرا۔ کیوں؟" تاب دار کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

"ہاں۔ یہ بکرا ہے۔ مگر آپ کا نہیں۔ میری شعاع کا ہے۔" رمیض کی شگفتگی عروج پر تھی انہوں نے جانور کو اندر لا کر رسی چھوٹی کے ہاتھ میں پکڑائی۔ وہ صحن میں کھڑے ہو کر بہنوں کو جوش سے آوازیں دینے لگی۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ مگر ابھی آگے کتنے خرچے پڑے ہیں۔" وہ جھجک کر بولیں۔

"یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔" رمیض نے بڑی شوخ نگاہوں سے بیوی کو دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔

"سمیرا بہن نے جو کہا وہ ان کی بڑائی ہے' مگر ہم بیٹی کو یوں خالی ہاتھ گھر سے وداع نہیں کر سکتے' میں چاہتی ہوں کہ پشمینہ کی شادی میں کوئی کمی نہ ہو کہ بعد میں سسرال میں میری بیٹی کا کسی مقام پر بھی سر جھکے"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

تاب دار نے خود پر ان دیکھا بوجھ محسوس کیا تو آزردگی سے دل کا حال سنایا۔

"اس کی فکر مت کرو' سب ہو جائے گا۔ ادھر آؤ۔ آج میں تم سے ایک بڑی اہم بات شیئر کرنا چاہتا ہوں۔" رمیض تاب دار کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے گئے اور اپنے قریب بٹھاتے ہوئے تسلی دی۔

"جی کیا بات ہے؟" تاب دار نے شوہر کو کافی پر سکون پایا تو پوچھا۔

"کافی عرصے قبل آفس میں پلاٹ کی ایک اسکیم آئی تھی' قیمت بہت کم تھی میں نے فارم بھر دیا۔ اتفاق سے قرعہ اندازی میں میرا نام نکل آیا' میں نے خرید لیا۔ پلاٹ جس جگہ واقع ہے' وہ کافی غیر آباد علاقہ تھا' میں نے فائل اٹھا کر ایک جانب رکھ دی اور بھول گیا۔ اور جب کہ تم بشمہ کی شادی کے انتظامات کے لیے پریشان ہو رہی تھیں تو میں نے اس علاقے کے بروکر سے پلاٹ کی قیمت کا تخمینہ لگایا' تم سن کر حیران رہ جاؤ گی کہ اب اس جگہ کی قیمت تین گنا بڑھ گئی ہے۔" رمیض کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔

"او۔ میرے اللہ۔ یہ تو بہت بڑی خوش خبری ہے۔" تاب دار اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہو گئیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں لرز رہے تھے۔

"ہمیں اب اس کے اتنے اچھے دام مل رہے ہیں کہ نہ صرف بشمہ کی شادی بہت اچھے طریقے سے ہو جائے گی۔ بلکہ سارا قرضہ بھی اتر جائے گا۔" رمیض نے بیوی کو پکڑ کر بٹھایا اور کاندھے کے گرد ہاتھوں کا گھیرا بناتے ہوئے اپنی خوشی بانٹی۔

"کیا... سچ۔ شکر ہے۔ میرے مالک۔ تو نے ہماری لاج رکھ لی۔ مگر قیمت اچانک کیسے بڑھ گئی؟" تاب دار نے پہلے تو ہاتھ اٹھا کر شکر ادا کیا' پھر تجسس سے پوچھا۔

"اس کے نزدیکی علاقے میں۔ کافی سارے کمپلیکس بنادیئے گئے۔ لوگ وہاں آکر بس گئے۔ آبادی میں دکانیں بھی کھل گئیں۔ دو سال کے اندر اندر وہ علاقہ اتنا کمرشل ہو گیا کہ آس پاس کی زمینوں کی قیمت ایک دم اوپر چلی گئیں۔" رمیض نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے بتایا۔

"چلو۔ ایک بڑی فکر سر سے اتری۔" تاب دار نے اندر داخل ہوتی بیٹی کو دیکھ کر کہا۔

"بس۔ اوپر والا تو نیت دیکھتا ہے۔ اس نے ہماری عزت رکھنی تھی تو یہ طریقہ ڈھونڈ نکالا۔ آج پلاٹ کا بیعانہ ملا تو میں نے سب سے پہلے قربانی کے لیے بکرا خریدا۔" رمیض نے بشمہ کے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھامتے ہوئے بتایا۔

"آپ نے یہ تو سب سے اچھا کام کیا۔" تاب دار نے صحن میں بکرے کے پاس کھڑی شعاع کو دیکھتے ہوئے کہا جو بکرے کو چارہ کھلانے میں مصروف تھی۔ اس کی ساری فرینڈز صحن میں جمع ہو چکی تھیں۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے

بہنوں کے لیے خوب صورت ناولز

ساری بھول ہماری تھی	راحت جبیں	300/-
او بے پروا سجن	راحت جبیں	300/-
ایک میں اور ایک تم	تنزیلہ ریاض	350/-
بڑا آدمی	نسیم سحر قریشی	350/-
دیمک زدہ محبت	صائمہ اکرم چوہدری	300/-
کسی راستے کی تلاش میں	میمونہ خورشید علی	350/-
ہستی کا آہنگ	ثمرہ بخاری	300/-
دل موم کا دیا	سائرہ رضا	300/-
ساڈا چڑیا دا چنبا	نفیسہ سعید	300/-
ستارہ شام	آمنہ ریاض	500/-
مصحف	نمرہ احمد	300/-
دست کوزہ گر	فوزیہ یاسمین	750/-
محبت من محرم	سمیرا حمید	300/-

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نکاح کے بعد بشمہ کی بہنیں اور کزنز اسے دونوں طرف سے تھامے، چھیڑ چھاڑ کرتی، اپنے جلو میں لے کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں۔ جہاں مہمانوں کو بٹھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ عکرمہ کی پیاسی نگاہیں اپنی دلہن پر رک گئیں۔ چہرے پر گویا خوشیوں کے عکس جھلملا اٹھے۔ وہ جب بھی بشمہ کو دیکھتا، ہر بار وہ پہلے سے زیادہ خوب صورت دکھائی دیتی مگر آج تو جیسے اگلی پچھلی ساری کسر نکل گئی۔ پرپل، سلور ماتھا پٹی والے دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ بڑی لودے رہا تھا' ہلکا سا میک اپ، ایک سائیڈ پر بنا بالوں کا اسٹائل جس کو گلاب اور موتیے کے پھولوں سے سجایا گیا۔ مہندی کے نقش و نگار سے سجائے گئے جگمگاتی انگوٹھیوں والے نرم ہاتھ۔ ستواں ناک پر سجی، سونے کی بالی جس میں ہیرا جڑا تھا۔ عکرمہ نے ایک سانس بھری۔ وہ مزید جھک گئی۔ اب چہرہ صحیح سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"آپ کے وجود سے اٹھنے والی مہک گلابوں کو ناشاد کیے دے رہی ہے۔" بشمہ کو پہلو میں بیٹھا دیکھ کر عکرمہ کے دل سے خود بخود صدا نکلی۔ خوشیوں کا عکس جیسے اس کے ماتھے پر سجے ٹیکے میں جھلملانے لگا۔ عجیب سحرانگیز کیفیت تھی۔ عکرمہ نے سب کی پروا کیے بغیر بڑے استحقاق سے جھک کر اپنی منکوحہ کا بغور جائزہ لیا' تو اس کے کزنز نے سیٹیاں اور تالیاں بجا بجا کر دلہا میاں کا ریکارڈ لگانا شروع کر دیا' بشمہ پر لجاہٹ سوار ہوئی اس کے مومی ہاتھ کپکپانے لگے۔

عکرمہ اس کے حیا کے رنگوں میں کھو کر، پلکیں جھپکانا ہی بھول گیا۔ سب نے دل کھول کر تعریف کی۔ سمیرا کا خوشی سے برا حال تھا' شہوار الگ بھائی بھاوج کو دیکھ دیکھ کر مسکرائے جا رہی تھی۔

مہتاب خانم نے لرزتے ہوئے کھڑے ہو کر کئی بار دلہا دلہن کے پاس جانے کی فرمائش کی مگر نرم خدوخال والے' کالی شیروانی سوٹ میں ملبوس منظور احمد ماں کو پکڑ کر آرام وہ کرسی پر بٹھانے لگ جاتے۔ رمضی اور تاب دار مہمانوں کی خاطر تواضع میں لگے ہوئے تھے' تاب دار کاموں میں مصروف ہونے کے باوجود بیٹی کو نم آنکھوں سے بار بار دیکھ رہی تھیں۔

ڈنر کا انتظام ان کے گھر کے لان میں کیا گیا تھا' طعام کھل گیا تو مہمان وہاں جا کر کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ ان دونوں کو تھوڑی دیر کے لیے تنہائی میں بات چیت کا موقع میسر آ گیا۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟ آج ہی رخصتی لے لوں؟" عکرمہ نے دھیرے سے بشمہ کو چھیڑا جو ٹھہر ٹھہر کر اس پر حاوی ہو رہی تھی۔ وہ شرما گئی۔

"جانے آج موسم نے آپ سے رنگ ادھار لیے ہیں یا آپ پر موسم کی خوب صورتی کا اثر ہو چلا ہے۔" عکرمہ نے قدرے جھک کر کہا تو وہ مزید سمٹ گئی۔ دونوں کی آنکھوں میں مستقبل کے خواب سجنے لگے۔

"سب کہہ رہے تھے کہ مجھ پہ یہ کرتا بالکل سوٹ نہیں کر رہا۔ آپ کا کیا خیال ہے۔" عکرمہ نے تھوڑی دیر بعد پریشانی سے کہا تو بشمہ نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا پہلی بار دونوں کی نگاہوں کا ٹکراؤ ہوا' وہ اس کی شرارت سمجھ گئی' ورنہ براؤن کڑھائی والے کرتے میں عکرمہ بہت خوبرو دکھائی دے رہا تھا' بشمہ کی محویت پر عکرمہ کے بھرے بھرے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر لوگوں کی موجودگی کے خیال سے بشمہ نے جلدی سے آنکھیں جھکا لیں' وہ اپنی پھوپھی حمیرا کو باتیں بنانے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھی' جو بھتیجی کا اتنی بڑی جگہ رشتہ ہونے پر بڑی مایوس دکھائی دے رہی تھیں' مگر بشمہ کو آج اپنی ماں کی تمام باتوں پر یقین آ گیا۔

"جن کی نیت صاف ہو' جیت ان کا ہی مقدر ٹھہرتی ہے۔" وہ سچ کہتی تھیں۔ بند دروازوں کے آگے کھڑے ہو کر مایوسی سے عمر گزارنے کے بجائے کھلے دریچوں سے آتی روشنی کی جانب رخ پھیرنے کا مثبت ہنر سیکھنے والوں کو ہی جیت نصیب ہوتی ہے۔

☆☆ Downloaded From
Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM